السباسته االمدینه

ووٹ اور ووٹر کی شرعی حیثیت

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی وحضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

نمبر شمار	ذیلی عنوانات
۱	شریعت مطہرہ میں ووٹ کی حیثیت
۲	ووٹ بحیثیت شہادت، سفارش، وکالت اور بیعت کی تحقیق وتشریح
۳	ووٹ کے بارے میں لوگوں کی چند غلط فہمیوں کا ازالہ

کیا فرماتے ہے علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:۔

چونکہ ماضی کی گندگی اور کرپٹ سیاست نے الیکشن کو کافی حد تک بدنام کیا ہے اور لوگ اس کو جھوٹ، رشوت، خیانت، مکروفریب اوردغابازی کا نام دیتے ہیں۔اسلئے بعض لوگ ووٹ میں دلچسپی نہیں لیتے۔اوراس وجہ سے آج کل بہت سے لوگوں کے اذہان میں ووٹ کی حیثیت کے بارے میں مختلف قسم کے شکوک وشبہات پیدا ہورہے ہیں اورلوگ تو یہ کہتے ہیں کہ ووٹ ڈالنا صحیح نہیں۔نیز بعض لوگوں کے ہاں ووٹ اورانتخاب سارا ایک سیاسی کھیل یا دنیوی مفاد کی خاطر ایک کوشش اور محنت ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ووٹ کی اہمیت وضرورت اوراس کی شرعی حیثیت کے بارے میں مطلع فرمائیں؟

نیز کس امیدوار کو ووٹ دینا ضروری ہے؟اورکس امیدوار کو ووٹ دینا جائز نہیں؟اورکیا ووٹ ڈالنا ضروری ہے؟شریعت مطہرہ کی رو سے جواب سے مطلع فرمائیں۔تاکہ ووٹ کی اہمیت اورضرورت بھی ظاہر ہو اور غلط فہمی کا ازالہ بھی ہوجائے۔واُجرکم علی اللہ

الجواب وباللہ التوفیق

شریعت مطہرہ میں ووٹ کی حیثیت:۔

شرعاً ووٹ بمنزلہ شہادت وگواہی کے ہے۔اگرواقعی کسی کے سامنے کوئی واقعہ یا بات رونما ہوجائے اور بوقت ضرورت ادائیگی شہادت صاحب واقعہ نے باوجود طلب شہادت وگواہی نہیں دی تو وہ بنص قرآن کریم قلبی گناہ گار ہوگا۔لہذا اگر کسی عاقل وبالغ کی رائے سے کوئی ذی علم یا دیندار صاحب امانت ودیانت کامیاب ہوسکتا ہے اور یقیناً یا بظن غالب اسی ممکنہ امیدوار سے آئندہ دینی وقومی وملی خیرخواہی کا امید قوی ہو،اس کے باوجود وہ اپنا حق رائے دہی استعمال نہ کرے تو وہ گناہگار ہوگا۔اگر مذکورہ صفات وشرائط پر کوئی امیدوار پورا نہیں اترتا ہے اورنہ مذکورہ فوائد کے حصول اس سے یقینی یا بظن غالب ہو تو اس صورت میں ووٹ کا استعمال کرنا شرعاً ممنوع ہوگا۔

ووٹ بحیثیت شہادت،سفارش،وکالت اور بیعت کی تحقیق وتشریح:

جیسا کہ مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع رحمتہ اللہ ووٹ کی شرعی حیثیت واہمیت کے بارے میں یوں فرماتے ہیں۔انتخابات

میں ووٹ کی شرعی حیثیت کم از کم ایک شہادت کی ہے جس کا چھپانا بھی حرام ہے اور اس میں جھوٹ بولنا بھی حرام، اس پر کوئی معاوضہ لینا بھی حرام، اس میں محض ایک سیاسی ہار جیت اور دنیا کا کھیل سمجھنا بڑی بھاری غلطی ہے۔ آپ جس امیدوار کو ووٹ دیتے ہیں شرعاً آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص نظریئے اور علم و عمل اور دیانت داری کی رو سے اس کام کا اہل اور دوسرے امیدواروں سے بہتر ہے جس کام کیلئے یہ انتخابات ہو رہے ہیں اس حقیقت کو سامنے رکھیں تو اس سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

1۔ آپ کے ووٹ اور شہادت کے ذریعہ جو نمائندہ کسی اسمبلی میں پہنچے گا اور وہ اس سلسلے میں جتنے اچھے یا برے اقدامات کرے گا، ان کی ذمہ داری آپ پر بھی عائد ہوگی آپ بھی اس کے ثواب یا عذاب میں شریک ہوں گے۔

2۔ اس معاملہ میں یہ بات خاص طور پر یاد کرنا چاہیئے کہ شخصی معاملات میں کوئی غلطی بھی ہو جائے تو اس کا اثر بھی شخصی اور محدود ہوتا ہے ثواب و عذاب بھی محدود جبکہ قومی اور ملکی معاملات سے پوری قوم متاثر ہوتی ہے اس کا ادنی نقصان بھی بعض اوقات پوری قوم کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے اس لئے اس کا ثواب وعذاب بھی بہت بڑا ہے۔

3۔ سچی شہادت کا چھپانا از روئے قرآن کریم حرام ہے اسلئے آپ کے حلقہ انتخابات میں اگر کوئی صحیح نظریہ کا حامل و دیانت دار نمائندہ ہے تو اسی کو ووٹ دینے میں کوتاہی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

4۔ جو امیدوار نظام اسلامی کے خلاف کوئی نظریہ رکھتا ہے اس کو ووٹ دینا ایک جھوٹی شہادت ہے جو کہ گناہ کبیرہ ہے۔

5۔ ووٹ کو پیسوں کے معاوضہ میں دینا بدترین قسم کی رشوت ہے۔ چند ٹکوں کی خاطر اسلام اور ملک سے بغاوت ہے۔ دوسروں کی دنیا سنوارنے کیلئے اپنا دین قربان کر دینا کتنے ہی مال و دولت کے بدلے میں ہو، کوئی دانشمندی نہیں ہوسکتی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص سب سے زیادہ خسارے میں ہے جو دوسروں کی دنیا کیلئے اپنا دین کھو بیٹھے (جواہر الفقہ جلد 2 ص 300)

نیز ووٹ کی شرعی حیثیت و اہمیت کے بارے میں مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ اپنی مایہ ناز تفسیر معارف القرآن میں یوں فرماتے ہیں۔

''اسی طرح اسمبلیوں اور کونسلوں وغیرہ کے انتخابات میں کسی امیدوار کو ووٹ دینا بھی ایک شہادت ہے جس میں ووٹ دہندہ کی طرف سے اس کی گواہی ہے کہ ہمارے نزدیک یہ شخص اپنی استعداد اور قابلیت کے اعتبار سے بھی اور دیانت و امانت کے اعتبار سے بھی قومی نمائندہ بننے کے قابل ہے۔

اب غور کیجئے کہ ہمارے نمائندوں میں کتنے ایسے ہوتے ہیں جن کے حق میں یہ گواہی سچی اور صحیح ثابت ہوسکے مگر ہمارے عوام ہیں کہ انہوں نے اس کو محض ہار جیت کا کھیل سمجھ رکھا ہے اسلئے ووٹ کا حق کبھی پیسوں کے عوض میں فروخت ہوتا ہے۔ کبھی کسی دباؤ کے تحت استعمال کیا جاتا ہے۔ کبھی ناپائیدار دوستوں اور ذلیل وعدوں کے بھروسہ پر اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اور لکھے پڑھے دیندار مسلمان بھی نااہل لوگوں کو ووٹ دیتے وقت کبھی یہ محسوس نہیں کرتے کہ ہم یہ جھوٹی گواہی دیکر مستحق لعنت وعذاب بن رہے ہیں۔

نمائندوں کے انتخاب کے لیے ووٹ دینے کی از روئے قرآن کریم ایک دوسری حیثیت بھی ہے جس کو شفاعت یا سفارش کہا جاتا ہے کہ ووٹ دینے والا گویا یہ سفارش کرتا ہے کہ فلاں امیدوار کو نمائندگی دی جائے اس کا حکم قرآن مجید کے الفاظ میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ارشاد ربانی ہے وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا (الآیۃ) یعنی جو شخص اچھی اور سچی سفارش کرے گا تو جس کے حق میں سفارش کی ہے اس کے نیک عمل کا حصہ اس کو ملے گا اور جو شخص بُری سفارش کرتا ہے یعنی کسی نااہل اور بُرے شخص کو کامیاب بنانے کی سعی کرتا ہے اس کو بُرے اعمال کا حصہ ملے گا۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ امیدوار اپنی دور اقتدار میں جو غلط اور ناجائز کام کرے گا ان سب کا وبال ووٹ دینے والوں کو پہنچے گا۔

ووٹ بحیثیت وکالت:

ووٹ کی ایک تیسری شرعی حیثیت وکالت کی ہے کہ ووٹ دینے والا اس امیدوار کو اپنی نمائندگی کیلئے وکیل بناتا ہے لیکن اگر یہ وکالت اس کے کسی شخصی حق کے متعلق ہوتی اور اس کی نفع ونقصان صرف اس کی ذات کو پہنچتا تو اس کا یہ خود ذمہ دار ہوتا۔ مگر یہاں ایسا نہیں کیونکہ یہ وکالت ایسے حقوق کے متعلق ہے جن میں اس کیساتھ پوری قوم شریک ہے اسلئے اگر کسی نااہل کو اپنی نمائندگی کے لیے ووٹ دیکر کامیاب بنایا تو پوری قوم کے حقوق کو پامال کرنے کا گناہ بھی اس کی گردن پر ہوگا۔ (معارف القرآن جلد 3 ص 70) اور اسی طرح کا مضمون مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے ''جدید فقہی مسائل'' میں لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ووٹ کی مختلف حیثیتیں ہیں۔ اسکی حیثیت شہادت اور گواہی کی ہے کہ وہ جس ممبر کو ووٹ دے رہا ہے اس کے بارے میں گواہ ہے کہ اس کو ملک وقوم کے لیے مفید اور خیر خواہ سمجھتا ہے۔ اس کی حیثیت مشورہ کی ہے کہ وہ حکومت اور نظم ونسق کے سلسلہ میں اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے کہ کون زیادہ بہتر اور ایماندار ہوسکتا ہے۔ اس کی حیثیت سفارش کی ہے کہ وہ اپنی اس امیدوار کے لیے ایک اہم عہدہ اور ذمہ داری کی سفارش کرتا ہے۔ اور اس کی حیثیت وکیل نامزد کرنے کی ہے کہ وہ سیاسی مسائل میں اس کو اپنا وکیل اور نمائندہ نامزد کرتا ہے۔ نیز ان سب کے علاوہ ووٹ کی حیثیت سیاسی بیعت کی ہے کہ وہ ووٹ کے ذریعہ متعلقہ امیدوار کو وکیل بناتا ہے کہ وہ اس کی طرف سے سربراہ مملکت کا انتخاب کرے۔ بیعت کے لیے ضروری نہیں کہ ہاتھ ہی سے بیعت کی جائے چنانچہ امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن دینارؒ سے دوسندوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے عبدالملک بن مروان سے بذریعہ مراسلت بیعت کی ہے۔ ابن عمرؓ نے اس روایت میں اپنی طرف سے سمع وطاعت کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ میرے بچوں نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بات کافی ہے کہ امیر کسی کو بیعت کے لیے وکیل بنائے۔ یا بیعت کرنے والا کسی کو بطور وکیل بھیجے کہ وہ اس طرف سے اظہار وفاداری کرے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کو اپنی طرف سے بیعت لینے کا حکم فرمایا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حق رائے دہی کے استعمال کی حیثیت بڑی نازک اور اہم ہے۔ ایک شخص کو غیر مفید سمجھنے کے باوجود اس کو ووٹ دینا شہادت زور، غلط سفارش اور متعدد گناہوں کا حامل ہے۔ مکرر ووٹ دینا دھوکہ دینا اور سخت گناہ کا باعث ہے اسی طرح رائے دہی کی جو عمر متعین ہے اس سے کم عمر کے لوگوں کو ووٹ دینا بھی جائز نہیں۔ اس کا اندازہ بعض

روایات سے بھی ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن ہشامؓ کو اسکی والدہ زینب بنت حمید حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا کہ ان کو بیعت فرمالیجئے اس وقت وہ کم سن تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائیں دیں۔ چونکہ وہ بالغ نہیں ہوئے تھے اسلئے آپ ﷺ نے بیعت نہیں لی۔ صرف دست شفقت پھیرنے پر اکتفا کیا۔ (جدید فقہی مسائل جلد 1 ص 265)

ووٹ کے بارے میں لوگوں کی چند غلط فہمیوں کا ازالہ:

اس کے بارے میں مفکر اسلام مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے ایک تفصیلی اور تحقیقی مضمون لکھ دی ہے جن میں آج کل کے لوگوں کی غلط فہمیوں کا تسلی بخش جواب موجود ہے۔ نیز اس مضمون میں مستحق امیدوار کو ووٹ نہ دینے پر تنبیہ بھی فرمائی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

''ماضی کی گندی سیاست نے الیکشن اور ووٹ کے لفظوں کو اتنا بدنام کر دیا ہے کہ انکے ساتھ مکر وفریب، جھوٹ، رشوت اور دغابازی کا تصور لازم ذات ہو کر رہ گیا ہے اسلئے اکثر شریف لوگ اس جھنجھٹ میں پڑنے کو مناسب ہی نہیں سمجھتے۔ اور یہ غلط فہمی تو بے حد عام ہے کہ الیکشن اور ووٹوں کی سیاست کا دین ومذہب سے کوئی واسطہ نہیں اس سلسلے میں ہمارے معاشرے کے اندر چند در چند غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہاں ان کا ازالہ بھی ضروری ہے۔

پہلی غلط فہمی تو سیدھے سادھے لوگوں میں اپنی طبعی شرافت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اسکا منشا اتنا برا نہیں۔ لیکن نتائج بہت بُرے ہیں وہ غلط فہمی یہ ہے کہ آج کی سیاست مکر وفریب کا دوسرا نام بن چکی ہے اسلئے شریف آدمیوں کو نہ سیاست میں کوئی حصہ لینا چاہئے، نہ الیکشن میں کھڑا ہونا چاہئے اور نہ ووٹ ڈالنے کے خشخشے میں پڑنا چاہئے۔

یہ غلط فہمی خواہ کتنی نیک نیتی کے ساتھ پیدا ہوئی ہو لیکن بہر حال غلط اور ملک وملت کیلئے سخت مضر ہے ماضی میں ہماری سیاست بلاشبہ مفاد پرست لوگوں کے ہاتھوں گندگی کا ایک تالاب بن چکی ہے لیکن جب تک کچھ صاف ستھرے لوگ اسے پاک کرنے کیلئے آگے نہیں بڑھیں گے اس گندگی میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائیگا اور پھر ایک نہ ایک دن یہ نجاست خود انکے گھروں تک پہنچ کر رہے گی۔ لہذا عقلمندی اور شرافت کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ سیاست کی اس گندگی کو دور دور سے بُرا کہا جاتا ہے۔ بلکہ عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ سیاست کے میدان کو ان لوگوں کے ہاتھ سے چھیننے کی کوشش کی جائے جو مسلسل اسے گندا کر رہے ہیں۔ پھر آئندہ ماہ کے انتخابات محض چند انتظامی نوعیت کی تبدیلیوں کیلئے منعقد نہیں ہو رہے ہیں بلکہ یہ پوری زندگی کا ایک انقلابی موڑ ہے جسمیں ملک وملت کی قسمت کا فیصلہ ہوتا ہے۔ ان انتخابات میں دو مختلف نظریئے اور دو متحارب نظام زندگی ٹکرائیں گے۔ ایک کا کہنا یہ ہے کہ پاکستان محض ایک معاشی ضرورت کے تحت بنا تھا اس کا کوئی مستقل نظریہ نہیں ہے۔ اس کائنات پر حکومت انسانی خواہشات کی ہے وہی اچھے بُرے کا فیصلہ کرے گی اور وقت کے لحاظ سے زندگی کا دستور بھی سمجھ میں آجائیگا، اسی کے مطابق زندگی کو ڈھال لیا جائیگا۔ اور دوسرے کا دعوی ہے کہ اس کائنات پر حاکیت صرف اللہ تعالی کی ہے۔ اچھے بُرے کا فیصلہ کرنے والا وہی ہے، پاکستان اسی کے نام پر تھا، یہاں اسی کا قانون چلے گا، اسی کی بات مانی جائے

گی۔اور سیاست ومعیشت سے لے کر پرائیویٹ زندگی تک ہر معاملے میں اسی کے احکام واجب الاطاعت ہوں گے۔

ان حالات میں جب کہ لڑائی اسلام اور لادینیت کی اور پاکستان کے بقاء وفنا کی ہے کسی بھی باشعور شخص کیلئے غیر جانبدار رہنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، اس وقت ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی ساری توانائیاں اسلامی قوتوں کو مدد پہنچانے میں صَرف کرے، اسی موقع پر خاموش بیٹھنا بھی ایسا ہی جرم ہے جیسا دشمن کو تقویت پہنچانا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ سرورکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلنَّاسُ اِذَارَاَوُ الظَّالِمَ فَلَمْ یَاْخُذُوْا عَلٰی یَدَیْہِ اَوْشَکَ اَنْ یَّعُمَّھُمُ اللّٰہُ بِعِقَابٍ (جمع الفوائد ص15 جلد2 بحوالہ ابوداؤد وترمذی) اگرلوگ ظالم کو دیکھ کر اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا عذاب عام نازل فرمائیں۔

اگر آپ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ظلم ہو رہا ہے اور انتخابات میں سرگرم حصہ لے کر اس ظلم کو کسی نہ کسی درجے میں مٹانا آپ کی قدرت میں ہے تو اس حدیث کی رو سے یہ آپ کا فرض ہے کہ خاموش بیٹھنے کے بجائے ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اس ظلم کو روکنے کی مقدور بھر کوشش کریں۔ بہت سے دیندار لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم اپنا ووٹ استعمال نہیں کریں گے تو اس سے کیا نقصان ہوگا لیکن سنئے کہ سرکار دو عالم ﷺ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ حضرت سھل بن حنیفؓ سے مسند احمد میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ اُذِلَّ عِنْدَہٗ مُؤْمِنٌ فَلَمْ یَنْصُرْہُ وَھُوَ یَقْدِرُعَلٰی اَنْ یَّنْصُرَہٗ اَذَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی رُؤُسِ الْخَلَائِقِ (ایضاص 51 جلد2) جس شخص کے سامنے کسی مؤمن کو ذلیل کیا جارہا ہو اور وہ اسکی نصرت پر قدرت رکھنے کے باوجود اسکی مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے برسرِعام رسوا کرے گا۔

شرعی نقطہ نظر سے ووٹ کی حیثیت ''شہادت'' (گواہی) کی سی ہے اور جس طرح جھوٹی گواہی دینا حرام اور ناجائز ہے اسی طرح ضرورت کے موقع پر شہادت کو چھپانا بھی حرام ہے۔قرآن کریم کا ارشاد ہے وَلَاتَکْتُمُوا الشَّھَادَۃَ وَمَنْ یَّکْتُمْھَا فَاِنَّہٗ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو شخص اس گواہی کو چھپائے اس کا دل گناہگار ہے۔

اور جو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ انحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ کَتَمَ شَھَادَۃً اِذَادُعِیَ اِلَیْھَا کَانَ کَمَنْ شَھِدَبِالزُّوْرِ (جمع الفوائد بحوالہ طبرانی ص62 جلد1) جس کسی کو شہادت کیلئے بلایا جائے، پھر وہ اسے چھپائے تو وہ ایسا ہے جیسے جھوٹی گواہی دینے والا۔ بلکہ گواہی دینے کیلئے تو اسلام نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ کسی کے مطالبہ کرنے سے پہلے ہی انسان اپنا یہ فریضہ ادا کردے، اور اس میں کسی کی دعوت یا ترغیب کا انتظار بھی نہ کرے۔

حضرت زید بن خالدؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلَااُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ الشُّھَدَاءِ الَّذِیْ یَاْتِیْ بِشَھَادَتِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّسْاَلَھَا (ایضاص 261 جلد1 بحوالہ مالک ومسلم وغیرہ) کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ بہترین گواہ کون ہے؟ وہ شخص جو اپنی گواہی کسی کے مطالبہ کرنے سے پہلے ہی ادا کردے۔

ووٹ بلاشبہ ایک شہادت ہے۔قرآن وسنت کے یہ تمام احکام اس پر بھی جاری ہوتے ہیں لہذا ووٹ کو محفوظ رکھنا دینداری کا تقاضا

نہیں،اس کا زیادہ سے زیادہ صحیح استعمال کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ یوں بھی سوچنے کی بات ہے کہ اگر شریف، دیندار اور معتدل مزاج کے لوگ انتخابات کے تمام معاملات سے بالکل یکسو ہو کر بیٹھ جائیں تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ یہ پورا میدان شریروں ،فتنہ پردازوں اور بے دین افراد کے ہاتھوں میں سونپ رہے ہیں ایسی صورت میں کبھی بھی یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ حکومت نیک اور اہلیت رکھنے والے افراد کے ہاتھ میں آئے ،اگر دین دار لوگ سیاست سے اتنے بے تعلق ہو کر رہ جائیں تو پھر انہیں ملک کی دینی اور اخلاقی تباہی کا شکوہ کرنے کا بھی کوئی حق نہیں پہنچتا، کیونکہ اس کے ذمہ دار وہ خود ہونگے اور ان کے حکام کا سارا ثواب وعذاب ان ہی کی گردن پر ہو گا اور خود ان کی آنے والی نسلیں اس شر و فساد سے کس طرح محفوظ نہیں رہ سکیں گی جس پر بند باندھنے کی انہوں نے کوئی کوشش نہیں کی۔

انتخابات کے سلسلے میں ایک دوسری غلط فہمی پہلی سے زیادہ سنگین ہے چونکہ دین کو لوگوں نے نماز، روزے کے حد تک محدود سمجھ لیا ہے اس لئے سیاست و معیشت کے کاروبار کو وہ دین سے بالکل الگ تصور کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سارے معاملات دین کی گرفت سے بالکل آزاد ہیں چنانچہ بہت سے لوگ ایسے بھی دیکھے گئے ہیں جو اپنی نجی زندگی میں نماز، روزے کے اور وظائف و اوراد تک کے پابند ہوتے ہیں۔ لیکن نہ انہیں خرید و فروخت کے معاملات میں حلال وحرام کی فکر ہوتی ہے، نہ وہ نکاح وطلاق اور برادریوں کے تعلقات میں دین کے احکام کی کوئی پرواہ کرتے ہیں۔

ایسے لوگ انتخابات کو بھی ایک خالص دنیوی سودا سمجھ کر اس میں مختلف قسم کی بدعنوانیوں کو گوارا کر لیتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ ان سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔ چنانچہ بہت سے لوگ اپنا ووٹ اپنی دیانت دارانہ رائے کی بجائے محض ذاتی تعلقات کی بنیاد پر کسی نا اہل کو دے دیتے ہیں وہ دل میں خوب جانتا ہے کہ جس شخص کو ووٹ دیا جا رہا ہے وہ اسکا اہل نہیں یا اس کے مقابلے میں کوئی دوسرا شخص اس کا زیادہ حقدار ہے لیکن صرف دوستی کے تعلق، برادری کے رشتے یا ظاہری لحاظ ومروّت سے متاثر ہو کر وہ اپنے ووٹ کو غلط جگہ استعمال کر لیتے ہیں اور کبھی خیال میں بھی نہیں آتا کہ شرعی و دینی سے لحاظ انہوں نے کتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے ووٹ ایک ''شہادت'' ہے اور شہادت کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے'' وَاِذَا قُلْتُم فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی ''اور جب کوئی بات کہو تو انصاف کرو خواہ وہ شخص (جس کے خلاف بات کہی جا رہی ہے) تمہارا قرابت دار ہی کیوں نہ ہو۔

جب کسی شخص کے بارے میں ضمیر اور دیانت کا فیصلہ یہ ہو کہ وہ ووٹ کا مستحق نہیں ہے یا کوئی دوسرا شخص اسکے مقابلے میں زیادہ اہلیت رکھتا ہے تو اس وقت محض ذاتی تعلقات کی بناء پر اسے ووٹ دے دینا ''جھوٹی گواہی'' کے ذیل میں آتا ہے اور قرآن کریم میں جھوٹی گواہی کی مذمت اتنی شدت کے ساتھ کی گئی ہیں کہ اسے بت پرستی کے ساتھ ذکر فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ پس تم پرہیز کرو بتوں کی نجاست سے اور پرہیز کرو جھوٹی بات کہنے سے۔

اور حدیث میں سرکار دو عالم ﷺ نے متعدد مواقع پر جھوٹی گواہی کو اکبر الکبائر میں شمار کر کے اس پر سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں اکبر الکبائر (بڑے بڑے گناہ) نہ بتاؤں؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

کسی کوشریک ٹھہرانااور والدین کی نافرمانی اور خوب اچھی طرح سنو! جھوٹی گواہی، جھوٹی بات۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ تکیہ لگائے بیٹھے تھے جب جھوٹی گواہی کا ذکر آیا تو اٹھ کر بیٹھ گئے اور ''جھوٹی گواہی'' کا لفظ بار بار ارشاد فرماتے رہے، یہاں تک کہ ہم دل میں کہنے لگے کہ کاش! آپ ﷺ خاموش ہو جائیں (بخاری و مسلم جمع الفوائد ص162 جلد 2) یہ وعیدیں تو صرف ووٹ کے اس غلط استعمال پر صادق آتی ہیں جو محض ذاتی تعلقات کی بنا پر دیا گیا ہو اور روپے پیسے لیکر کسی نااہل کو ووٹ دینے میں جھوٹی گواہی کے علاوہ رشوت کا عظیم گناہ بھی ہے۔

لہذا ووٹ ڈالنے کے مسئلہ کو ہرگز یوں نہ سمجھا جائے کہ یہ ایک خالص دنیوی مسئلہ ہے اور دین سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے یقین رکھئے کہ آخرت میں ایک ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اور اپنے دوسرے اعمال کے ساتھ اس عمل کا بھی جواب دینا ہے کہ اس نے اپنی ''شہادت'' کا استعمال کس حد تک دیانتداری کے ساتھ کیا ہے۔

بعض حضرات یہ بھی سوچتے ہیں کہ اگر نااہل کو ووٹ دینا گناہ ہے تو ہم کون سے پاکباز ہیں؟ ہم صبح سے لیکر شام تک بے شمار گناہوں میں ملوث رہتے ہیں، اگر اپنے گناہوں کی طویل فہرست میں ایک اور گناہ کا اضافہ ہو جائے تو کیا حرج ہے؟

لیکن خوب سمجھ لیجئے کہ یہ نفس وشیطان کا سب سے بڑا دھوکہ ہے اول تو انسان اگر ہر گناہ کے ارتکاب کے وقت یہی کچھ سوچا کرے تو وہ کبھی کسی گناہ سے بچ نہیں سکتا، اگر کوئی شخص تھوڑی سی گندگی میں ملوث ہو جائے تو اس کو اس سے پاک ہونے کی فکر کرنی چاہئے نہ یہ کہ وہ غلاظت کے کسی تالاب میں چھلانگ لگا دے۔

دوسرے گناہ کی نوعیتوں میں بھی بڑا فرق ہے جن گناہوں کے نتائج بد پوری قوم کو بھگتنے پڑیں، ان کا مقابلہ پرائیویٹ گناہوں کے مقابلے میں بہت سخت ہے۔ انفرادی نوعیت کے جرائم، خواہ اپنی ذات میں کتنے ہی گھناؤنے اور شدید ہو، لیکن انکے اثرات دو چار افراد سے آگے نہیں بڑھتے اسلیئے ان کی تلافی بھی عموماً اختیار میں ہوتی ہے ان سے توبہ و استغفار کر لینا بھی آسان ہے اور انکے معاف ہو جانے کی امید بھی ہر وقت کی جاسکتی ہے اسکے برخلاف جس گناہ کا بُرا نتیجہ پورے ملک اور پوری قوم نے بھگتنا ہو، اسکی تلافی کی کوئی صورت نہیں، یہ تیرو کمان سے نکلنے کے بعد واپس نہیں آسکتا، اسلیئے اگر کسی وقت انسان اس بدعملی سے آئندہ کیلیئے توبہ کر لے تو کم از کم ماضی کے جرم سے عہدہ برآ ثابت ہونا بہت مشکل ہے، اور اسکے عذاب سے رہائی کی امید بہت کم۔

اس حیثیت سے یہ گناہ چوری، ڈاکہ، زناکاری اور دوسرے تمام گناہوں سے شدید تر ہے اور اسے دوسرے جرائم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ یہ درست ہے کہ ہم صبح وشام بیسیوں گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں لیکن یہ سب ایسے گناہ کہ اللہ تعالیٰ کسی وقت توبہ کی توفیق بخشے تو معاف بھی ہو سکتے ہیں اور ان کی تلافی بھی کی جاسکتی ہے اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہم اپنی گردن ایک ایسے گناہ میں بھی پھنسالیں جس کی تلافی ناممکن اور جسکی معافی بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ یہ بھی سوچتے ہیں کہ لاکھوں ووٹوں کے مقابلے میں ایک شخص کے ووٹ کی کیا حیثیت ہے؟ اگر وہ غلط بھی استعمال ہو جائے تو ملک وقوم کے مستقبل پر کیا اثر انداز ہو سکتا ہے؟

لیکن اول تو اگر ہر شخص ووٹ ڈالتے وقت یہی سوچنے لگے تو ظاہر ہے کہ پوری آبادی میں کوئی ایک ووٹ بھی صحیح استعمال نہیں ہو سکے گا۔ پھر ووٹوں کی گنتی کا جو نظام ہمارے یہاں رائج ہے اس میں صرف ایک ان پڑھ، جاہل شخص کا ووٹ بھی ملک وملت کیلئے فیصلہ کن ہو سکتا ہے، اگر ایک بے دین، بدعقیدہ اور بدکردار کے بیلٹ بکس میں صرف ایک ووٹ دوسروں سے زیادہ چلا جائے تو وہ کامیاب ہوکر پوری قوم پر مسلط ہو جائیگا۔ اسطرح بعض اوقات صرف ایک جاہل اوران پڑھ انسان کی معمولی غفلت، بھول چوک یا بددیانتی بھی پورے ملک کو تباہ کر سکتی ہے اسلئے مروجہ نظام میں ایک ایک ووٹ قیمتی ہے اور یہ ہر فرد کا شرعی، اخلاقی، قومی اور ملی فریضہ ہے کہ وہ اپنے ووٹ کو اتنی ہی توجہ اور اہمیت کے ساتھ استعمال کرے جسکا وہ فی الواقع مستحق ہے۔

﴿قارئین توجہ فرمائیں﴾

محترم قارئین! ''المباحث الاسلامیہ'' کی سرپرستی وحوصلہ افزائی پر ادارہ آپ کا بے حد ممنون ہے۔ آپ کو بخوبی معلوم ہوگا کہ یہ ایک تحقیقی مجلّہ اور تفہیم دین کی ایک کاوش ہے اس کا مطمح نظر تجارت نہیں بلکہ خدمت دین ہے۔ مگر حالیہ مہنگائی کی شدید لہروں نے دیگر شعبوں کی طرح نشر واشاعت کو بھی بے حد متاثر کیا ہے جس میں المباحث الاسلامیہ بھی شامل ہے۔ کاغذ اور طباعت سے متعلقہ خدمات میں اضافے کی وجہ سے مجلّہ خود کو مہنگائی کی اس بوجھ کو تنہا برداشت کرنے کے قابل نہیں پاتا۔ لہذا آئندہ شمارہ سے ذیل اضافہ کیا جاتا ہے۔

شکریہ

موجودہ بدل اشتراک		نیا مجوزہ	
فی شمارہ	55	فی شمارہ	60
سالانہ	220	سالانہ	240
بذریعہ وی پی	260	بذریعہ وی پی	280
بیرون ملک			
فی شمارہ	5ڈالر	فی شمارہ	5ڈالر
سالانہ	20ڈالر	سالانہ	20ڈالر

.... (ادراہ)